



بزرگان دین کے تحریکات کا اسلام میں کیا مقام ہے؟

# بدی الافقاسی



المفت محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی



جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

پتہ: 10/10، سیکٹر 10، ایف 7/2، اسلام آباد





## تقدیم

انبیاء کرام علیہم السلام واولیائے عظام رضی اللہ عنہم کے اجسام مقدسہ سے تعلق رکھنے والی ہر چیز تبرک ہے بیادہ طور پر اسلام میں بزرگان دین کے آثار و تبرکات کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا ہے اور مسلمانوں کو ان کی تعظیم و تکریم اس لئے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ یہ تمام چیزیں بلا آخر خدا کی یاد اور اس کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ قرآن نے ان تبرکات کو "شعائر اللہ" اور "آیات اللہ" سے تعبیر کیا ہے صفا اور مردہ دو مشہور پہاڑ ہیں جن پر حاجی صاحبان دور ابن حج چڑھتے ہیں اور ان کے درمیان سعی کرتے ہیں۔ اس تمام تک و دو کی حقیقت تاریخی طور پر صرف اتنی ہے کہ اللہ کی ایک نیک بندی ہاجرہ علیہا السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے لئے پانی کی طلب میں اس مقام پر دوڑتی تھیں اور ان پہاڑیوں پر چڑھتی تھیں اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ اداسند آئی کیونکہ اس میں تلاش مقصود کے لئے جس لگن کا اظہار تھا اور اس کے لیے جو عملی کاوش تھی وہی عبد مومن میں پیدا ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دو پہاڑیوں کو جنہیں اللہ کی نیک بندی سے ایک گونہ تعلق ہو گیا تھا "شعائر اللہ" سے تعبیر فرمایا، ارشاد ہوا:-

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ

یقیناً صفا اور مردہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

نام کتاب : بدر الانوار

مصنف : اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام اہلسنت  
الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

ضخامت : ۴۸ صفحات

تعداد : ۲۰۰۰

مفت سلسلہ اشاعت : ۷۹

بہیت اشاعت ابانت پاتان نے امام اہلسنت علیہ  
الرحمہ کی تصانیف کو زیور ہبانت سے آراستہ کر کے عام الناس تک پہنچانے کا  
تہیہ کیا ہوا ہے زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک لڑی ہے۔

۸۸ تا ۸۷

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار لکراپی۔

پھر فرمایا: .....

وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ  
اور جو بھی اللہ کے شعائر کی تعظیم کرے گا تو یہ (تعظیم) دلوں کی  
پرہیزگاری کی وجہ سے ہے۔

قرآن کریم نے صیغہ اللہ اور اس کے پہ پہ کو اپنی کھلی ہوئی نشانیوں کا  
مرکز قرار دیا ہے 'جب ہم تاریخ کے آئینے میں ان تمام نشانیوں کو دیکھتے ہیں'  
جنہیں اللہ کی نشانیاں قرار دیا گیا ہے تو یہ سب کی سب اللہ کے نیک بندوں  
سے کوئی نہ کوئی نسبت رکھتی ہیں۔  
قرآن کریم میں ہے :-

فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَقَامُ إِبْرَاهِيمَ

اس میں (نشانیاں) واضح ہیں (مثلاً) مقام ابراہیم ہے۔

اس آیت میں پوری وضاحت سے بتا دیا گیا کہ وہ پھر جس پر کھڑے  
ہو کر ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کی تعمیر کی وہ بھی "آیہ مبینہ" ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ بزرگانِ دین کے تبرکات اسلام میں ایک اہم مقام  
رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کسی طرح بھی شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے  
اور خدا کی عظمتِ شان کی معرفت کا زینہ ہے۔ حضور ﷺ اور امت کے بزرگانِ  
دین کے تبرکات بھی اب تک موجود ہیں اور ان کا انکار کرنا ایسا ہے جیسا کہ بعض  
لوگ احادیث کا انکار کرتے ہیں..... اگر کچھ ضعیف حدیثیں ہیں تو اس کا مطلب  
یہ کب ہو کہ تمام احادیث پر ضعف کا حکم بہ یک مشت تھوپ دیا جائے اور اگر

کہیں کچھ جعلی تبرکات ہیں تو حقیقی آثار و تبرکات کے انکار کی کیا وجہ ہے؟ اس  
اجہال کی تفصیل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ "بدر الانوار فی  
آداب الآثار" میں ملاحظہ ہو۔

رسالہ کے نام کا ترجمہ یہ ہے :  
آثار (نشانات) کے آداب میں انوار کا چاند

مرتب





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## فصل اول

مسئلہ :.....

از اجیر شریف درگاہ معلیٰ، مرسلہ حضرت سید حبیب اللہ قادری، دمشق،  
طرابلس، شامی

۲۸ جمادی الآخرۃ ۱۳۲۳ھ - ماقولکم دام فضلکم

ایک شخص اپنے وعظ میں صاف انکار کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کوئی تبرک اور حضور کے آثار شریفہ سے کوئی چیز اصلاً باقی نہیں نہ صحابہ کرام کے پاس تبرکات شریفہ سے کچھ تھانہ کبھی کسی نبی کے آثار سے ملے تھا۔ امید کہ اس کا جواب بحوالہ احادیث و کتاب ارشاد ہو۔ بینوا تو حروا۔  
الجواب :-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله حمد ايكا فتنى فضله وانعامه و يحلنا  
برضاه دار المقامة دار اذات بركة وسلامة لا مخافة  
فيها ولا سامة والصلوة والسلام على نبى التهامه خير  
من لبس الحبة والنعل والعمامة وعلى اله وصحبه ذوى  
الكرامة الناصحين لامته المبلغين احكامه المعظمين

اثاره بعده وامامه صلاة تنمى و تنمى الى يوم القيمة

اما بعد یہ فتاویٰ ہیں متعلق تبرکات شریفہ و آثار لطیفہ کہ ان کا ادب کیا  
ہے اور ان کے ثبوت میں کیا دیکھا ہے، اور بے سند ہوں تو کیا کرنا چاہئے اور  
زیارت پر نذرانہ لینے، دینے، مانگنے کے مسئلے جن کا فقیر سے سوال ہوا اور مجموع  
کا بدر الانوار فی آداب الاثار (۳۲۶ھ) نام ٹھہرا۔

والحمد لله رب العالمين والصلوة على المولى و اله اجمعين۔  
ایسا شخص آیات و احادیث کا منکر اور سخت جاہل خاص یا کمال گم راہ فاجر  
ہے اس پر تو یہ فرض ہے اور بعد اطلاع بھی تاب نہ ہو تو ضرور گم راہ بد دین ہے  
اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

دلیل (۱) :-

إِنَّ أَوَّلَ بَيِّنَةٍ وَضَعْنَا لِلنَّاسِ لَلَّذِي بَيْنَكَ مَبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ

فِيهِ آيَاتٌ مِّنْ بَيْنَتٍ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ

ترجمہ : بے شک سب میں پہلا گھر کہ لوگوں کے لئے مقرر فرمایا گیا  
وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہاں کو راہ دکھاتا  
ہے اس میں کھلی نشانیاں ہیں ابراہیم کے کھڑے ہونے کی  
جگہ۔

جس پر کھڑے ہو کر انھوں نے کعبہ معظمہ بنایا اور ان کے قدم پاک کا نشان اس میں بن گیا۔ اجلہ محدثین عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم و ازرقی نے امام اجل مجاہد تلمیذ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آیہ کریمہ کی تفسیر میں روایت کی۔

قال اثر قدميه في المقام اية بينة

فرمایا :- کہ سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دونوں قدم پاک کا اس پتھر میں نشان ہو جانا یہ کھلی نشانی ہے۔ جسے اللہ عزوجل آیت پينات فرما رہا ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے :-

الفضيلة الثانية لهذا البيت مقام ابراهيم وهو الحجر الذي وضع ابراهيم قدمه عليه فجعل الله ما تحت قدم ابراهيم عليه الصلاة والسلام من ذلك الحجر دون سائر اجزائه كالطين حتى غاص فيه قدم ابراهيم عليه الصلاة والسلام وهذا مما لا يقدر عليه الا الله تعالى ولا يظهره الا على انبيائه ثم لما رفع ابراهيم عليه الصلوة والسلام قدمه عنه خلق فيه الصلابة الحجرية مرة اخرى ثم انه تعالى ابقى ذلك الحجر على سبيل الاستمرار و الدوام فهذه انواع من الايت العجيبة والمعجزات الباهرة

اظهرها الله تعالى في ذلك الحجر۔

یعنی :- کعبہ معظمہ کی دوسری فضیلت مقام ابراہیم ہے۔ یہ وہ پتھر ہے جس پر ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا قدم مبارک رکھا تو جتنا ٹکڑا ان کے زیر قدم آیا تر مٹی کی طرح نرم ہو گیا یہاں تک کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قدم مبارک اس میں پیر (۱) گیا اور یہ خاص قدرت الہیہ و معجزہ انبیاء ہے پھر جب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قدم اٹھایا اللہ تعالیٰ نے دوبارہ اس ٹکڑے میں پتھر کی تختی پیدا کر دی کہ وہ نشان قدم محفوظ رہ گیا پھر اسے حق سبحانہ نے مدت ہمدت باقی رکھا تو یہ اقسام اقسام کے عجیب و غریب معجزے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس پتھر میں ظاہر فرمائے۔

اشارۃ العقل السليم من ہے :-

ان واحدا منها اثر قدميه في صخرة صماء و غوصه فيها الى الكعبين والانة بعض دون بعض و ابقائه دون سائر ايات الانبياء عليه الصلوة والسلام و حفظه مع كثرة الاعداء الوف سنة اية مستقلة۔

یعنی :- اسی ایک پتھر کو مولیٰ تعالیٰ نے متعدد آیات فرمایا اس لیے کہ

اس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشان قدم ہو جائے۔

۱۔ دھنس گیا ..... (مرتب)





قدرے من (۱) کہ بنی اسرائیل پر اترا، اور یہ دعائے کشائش

لا اله الا الله الحليم الكريم :-

معالم التزئیل میں ہے :-

كان فيه عصا موسى و نعلاه و عمامة هرون و عصاه  
یعنی :- تاہوت میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عصا اور ان کی نعلین  
اور ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عمامہ اور عصا۔

دلیل (۳) :-

صحیح بخاری و مسلم میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے :-

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دعا بالحلاق و ناول  
الحالق شفه الایمن فحلقة ثم دعا ابا طلحة الانصاری  
فاعطاه اياه ثم ناول الشق الایسر فقال اخلق فحلقة  
فاعطاه ابا طلحة فقال اقسمه بین الناس -

یعنی :- نبی ﷺ نے حجام کو بلا کر سر مبارک کے دائیں جانب کے  
بال مونڈنے کا حکم فرمایا۔ پھر ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ  
عنہ کو بلا کر وہ سب بال انھیں عطا فرمادیے، پھر بائیں جانب  
کے بالوں کو حکم فرمایا اور وہ ابو طلحہ کو دیے کہ انھیں لوگوں  
میں تقسیم کر دو۔

دلیل (۴) :-

صحیح بخاری شریف کتاب اللباس میں عیسیٰ بن طہمان سے ہے :-

قال اخرج الینا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعلین  
لہما قبلان فقال ثابت البنانی هذا نعل النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم -

یعنی :- انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعل مبارک ہمارے پاس  
لائے کہ ہر ایک میں ہمدش کے دو تھے تھے ان کے شاگرد رشید  
ثابت بنانی نے کہا یہ رسول اللہ ﷺ کی نعلین مقدس ہے۔

دلیل (۵) :-

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ سے ہے :-

اخرجت الینا عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا کساء ملبدا و  
ازارا غلیظا فقالت قبض روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم فی ہذین -

یعنی :- ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا  
کمبل اور ایک نمونہ تہبند ہمیں نکال کر دکھایا اور فرمایا کہ وقت  
وصال اقدس حضور پر نور ﷺ کے یہ دو کپڑے تھے۔



یعنی :- میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا انھوں نے حضور اقدس ﷺ کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی، اس پر خضاب کا اثر تھا۔

یہ چند احادیث خاص صحیحین سے لکھ دیں اور یہاں احادیث میں کثرت اور اقوال ائمہ کا تواتر بحدت اور مسئلہ خود واضح اور اس کا انکار جمل فاضح ہے لہذا صرف ایک عبارت شفا شریف پر اقتصار کریں فرماتے ہیں :-

ومن اعظامه واكباره صلى الله عليه وسلم اعظام جميع اسبابه و اكرام مشاهدته وامكنته من مكة والمدينة و معاهدته و ما لمسه او عرف به و كانت في قلنسوة خالد بن الوليد رضي الله تعالى عنه شعرات من شعره صلى الله عليه وسلم فسقطت قلنسوته في بعض حروب فشد عليها شدة انكر عليه اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم كثرة من قتل فيها فقال لم افعلها بسبب القلنسوة بل لما تضمنت من شعره صلى الله عليه وسلم لئلا تسلب بركتها و تقع في ايدي المشركين و رؤى ابن عمر رضي الله تعالى عنهما واضعا يده على مقعد رسول الله صلى الله عليه وسلم من المنبر ثم وضعها

دلیل (۶) :-

صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے :-  
انها اخرجت جبة طيالسية كسروانية لها لبنة ديباج وفرجها مكفوفين بالديباج وقالت هذه جبة رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت عند عائشة فلما قبضت قبضتها وكان النبي صلى الله عليه وسلم يلبسها فنحن نغسلها للمرضى نستشفى بها۔

یعنی :- انھوں نے ایک اونٹنی جبہ کسروانی ساخت نکالا اس کی پلیٹ ریشم تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ام المؤمنین صدیقہ کے پاس تھا۔ ان کے اقبال کے بعد میں نے لے لیا، نبی ﷺ اسے پہنا کرتے تھے تو ہم اسے دھو دھو کر مریضوں کو پلاتے اور اس سے شفا چاہتے ہیں۔

دلیل (۷) :-

صحیح بخاری میں عثمان بن عبد اللہ بن مواہب سے ہے :-

قال دخلت على ام سلمة فاخرجت الينا شعرا من شعر النبي صلى الله عليه وسلم مخضوبا



علی وجہ۔

یعنی :- رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا ایک جز یہ بھی ہے کہ جس چیز کو حضور سے کچھ علاقہ ہو، اور مقامات مکہ و مدینہ، حضور نے اسے چھوا ہو یا حضور کے نام پاک سے پہچانی جاتی ہو، ان سب کی تعظیم کی جائے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی میں چند موئے مبارک تھے۔ کسی لڑائی میں وہ ٹوپی گر گئی، خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے لئے ایسا شدید حملہ فرمایا جس پر اور صحابہ کرام نے انکار کیا اس لئے کہ اس شدید و سخت حملے میں بہت سے مسلمان کام آئے خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میرا یہ حملہ ٹوپی کے لیے نہ تھا بلکہ موئے مبارک کے لیے تھا کہ مبادا اس کی برکت میرے پاس نہ رہے اور وہ کافروں کے ہاتھ نہ لگیں اور ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا گیا کہ منبر اطہر سید عالم ﷺ میں جو جگہ جلوس اقدس کی تھی اسے ہاتھ سے مس کر کے وہ ہاتھ اپنے منہ پر پھیر لیا۔

اللهم ارزقنا حب حبيبك و حسن الادب معه ومع اوليائك امين

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم وعلیہم اجمعین

خالد بن ولید کی حدیث ابو یعلیٰ اور عبد اللہ بن عمر کی حدیث ابن سعد نے

طبقات میں روایت کی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## فصل دوم

مسئلہ :-

از ہستی مرسلہ مولوی مفتی عزیز الحسن ۹ شوال ۱۳۱۰ھ

جناب مولانا سرپا فیض، مجسم علم و حلم، معظم و مکرم دامت برکاتہم۔

پس از سلام مسنون باعث تکلیف آں جناب یہ ہے کہ ایک شخص برکت آثار بزرگان سے منکر ہے اور کہتے ہیں کہ بزرگوں کے خرقہ و جبہ وغیرہ سے کوئی برکت حاصل نہیں ہوتی، چونکہ وہ پڑھے لکھے ہیں، یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر سو برس سے قبل کے کسی عالم نے اپنی کتاب میں اس برکت کو تحریر کیا ہو، تو میں مان لیاں ہوں۔ آں حضرت ﷺ کے جبہ وغیرہ میں گفتگو نہیں ہے۔ والسلام۔

الجواب :-

برکت آثار بزرگان سے انکار آفتاب روشن کا انکار ہے۔ معہذا جب برکت آثار شریفہ حضور پر نور سید عالم ﷺ مسلم اور یہ ظاہر کہ اولیاء و علماء حضور کے ورثاء ہیں تو ان کے آثار میں برکت کیوں نہ ہوگی کہ آخر وراثت برکات و وراثت ایراثت برکات ہیں۔ فقیر غفرلہ تعالیٰ کہ اتمام حجت کے لیے چند عبارات ائمہ و علماء کہ وہ سب آج سے سو برس پہلے اور بعض پانچ سو برس پہلے کے تھے، حاضر کرتا ہے، کتب مطبوعہ کا نشان جلد و صفحہ بھی ظاہر کر دیا جائے گا کہ

مراجعت میں آسانی ہو۔

۱۔ امام اجل ابو زکریا نووی جن کی ولادت باسعادت ۶۳۱ھ اور وفات شریف ۶۷۱ھ میں ہوئی، شرح صحیح مسلم شریف میں زیر حدیث عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انی احب ان تاتیننی و تصلی فی منزل فاتخذہ مصلی فرماتے ہیں:

فی هذا الحديث انواع من العلم و فيه التبرک باثار الصالحین و فیہ زیارة العلماء و الصلحاء الکبار و اتباعهم

و تبریکهم ایام۔ ج ۱ صفحہ ۷۷ نیز

یعنی :- اس حدیث میں علم کی کئی اقسام ہیں، اس سے صالحین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، علماء و صلحاء کی زیارت کرنا، ان کی اتباع کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا۔ (م)

۲۔ اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں :-

فی حدیث عتبان هذا فوائد كثيرة منها التبرک بالصالحین و آثارهم و الصلاة فی المواضع التي صلوا بها و طلب التبریک منهم۔

ج ۱ صفحہ ۲۳۳

عتبان کی اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں، منجملہ ان کے صالحین اور ان کے آثار سے تبرک حاصل کرنا ان مقامات میں نماز پڑھنا جن

میں انھوں نے نماز پڑھی ہو اور ان سے طلب تبرک کرنا۔

(م)

۳۔ اسی میں زیر حدیث ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

فخرج بلال بوضوئه فممن نائل و ناضح..... فرمایا..... فیہ التبرک باثار الصالحین و استعمال فضل طہورهم و طعامهم و شرابهم و لباسهم۔

ج ۱ صفحہ ۱۹۶

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کے وضو کا پانی لے کر نکلے تو کوئی اسے لیتا تھا اور کوئی ملتا تھا اس کی شرح میں ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا، ان کے چمے ہوئے پانی، کھانے پینے کی چیز اور لباس سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ (م)

۴۔ اسی میں زیر حدیث انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

ما یوتی باناء الا غمس یدہ فیہ..... فرمایا..... فیہ التبرک باثار الصالحین۔ ج ۲ صفحہ ۲۵۶

جو برتن بھی آپ کے پاس لایا جاتا تھا آپ اس میں ہاتھ ڈالتے تھے فرمایا اس سے نیکوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے۔ (م)

۵۔ اسی میں زیر حدیث ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

اکل منه و بعث بفضلہ الی..... قال العلماء فی



هذه انه يستحب للأكل و الشارب ان يفضل مما ياكل  
و يشرب فضلة ليواسي بها من بعده لا سيما ان كان  
ممن يتبرك بفضله۔ ج ۲ صفحہ ۱۸۳

اس میں سے کھایا اور پس خوردہ بھیج دیا، فرمایا، علماء کا کہنا ہے کہ اس  
سے معلوم ہوا کھانے پینے والے کے لیے مستحب ہے کہ کھانے پینے  
کی چیز میں سے کچھ چادے تاکہ بعد والوں کو بھی کچھ مل جائے  
بالخصوص اگر یہ شخص ایسا ہو کہ اس کے پس خوردہ کو تبرک سمجھا جاتا  
ہو۔ (م)

۶۔ اسی میں زیر حدیث :-

سأل عن موضع اصابعه فتبع موضع اصابعه فيه التبرك  
بأثار الخير في الطعام وغيره ج ۱ صفحہ ۱  
آپ کی انگلیوں کی جگہ کے بارے میں دریافت کیا اور آپ کی انگلیوں  
کی جگہ کو تلاش کیا، فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ کھانے وغیرہ میں آثار  
خیر سے تبرک حاصل کرنا چاہئے۔ (م)

۷۔ ایضاً، امام احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری  
میں زیر حدیث ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ :-

فجعل الناس يتمسحون بوضوئه، فرماتے ہیں استنبط  
منه التبرك لما يلامس اجساد الصالحين۔ ج ۱ صفحہ ۳۸۱۔

تو لوگ آپ کے وضو کے پانی کو ملنے لگے، فرمایا، اس سے ثابت ہوا  
کہ جو چیز بھی نیکوں کے اجسام سے مس کرے اس سے تبرک حاصل  
کرنا چاہیے۔ (م)

۸۔ اسی میں زیر حدیث :-

انی واللہ ما سألته لا لبسها انما سألته لتكون  
كفني..... فرمایا..... فيه التبرك بأثار الصالحين قال  
اصحابنا لا يندب ان يعد لنفسه كفنا الا ان يكون من  
أثر ذي صلاح فحسن اعداده كما هنا۔

انتہی ملخص ج ۲ صفحہ ۳۲۴

یہج خدا میں نے اسے پہننے کے لیے طلب نہیں کیا تھا بلکہ میں نے  
اسے اپنا کفن بنانے کے لئے طلب کیا تھا، فرمایا، اس سے نیکوں کے  
آثار سے تبرک ثابت ہوتا ہے، ہمارے اصحاب نے فرمایا، کسی شخص  
کے لئے اپنے لئے کفن تیار کر رکھنا جائز نہیں ہاں اگر وہ نیکوں کے آثار  
والا کفن ہو تو اس کا تیار کر لینا جائز ہے جیسا کہ یہاں ہے۔ (م)

۹۔ مولانا علی قاری مکی متوفی ۱۰۱۴ھ نے مرقاة شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث  
سنن نسائی کے نیچے لکھا کہ طلق بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہقیہ آب وضوئے  
حضور سید عالم ﷺ حضور سے مانگ کر اپنے ملک کو لے گئے، یہ فائدہ لکھ کر  
کہ :-

فيه التبرك بفضله صلى الله تعالى عليه وسلم و نقله الى  
البلاد نظير ماء زمزم ..... فرمایا..... و یوخذ من ذلك ان  
فضلة وارثیه من العلماء والصلحاء كذلك۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور کے چہ ہوئے پانی سے تبرک حاصل  
کرنا اور اس کو دوسرے ملکوں میں پہنچانا آب زم زم کی طرح جائز  
ہے 'فرمایا اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کے وارثین علماء و صلحاء  
کے چہ ہوئے پانی سے بھی یہی برتاؤ جائز ہے۔

مواہبات اللہ شرح منہاج دہلوی متوفی ۱۰۲۵ھ نے اشعۃ اللمعات میں فرمایا۔  
"دریں حدیث استحباب تبرک است بہ بقیہ آب وضوئے و پس ماندہ  
آں حضرت و نقل آں بہلاد و مواضع بعیدہ مانند آب زمزم و آنحضرت  
چوں در مدینہ می بود آب زمزم را از حاکم مکہ می طلبید و تبرک می ساخت  
و فضلہ وارثان او کہ علماء و صلحا اند و تبرک با آثار و انوار ایشان ہم درین  
قیاس است۔" ج ۱ صفحہ ۱۷۱۔

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے وضو سے چہ ہوئے  
پانی و پس خوردہ سے تبرک حاصل کرنا اور اس کو دور دراز ممالک میں  
منتقل آب زمزم کی طرح کرنا جائز ہے۔ حضور ﷺ جب مدینے میں  
تھے تو مکہ کے حاکم سے آب زمزم مانگا اور اس سے تبرک حاصل کیا  
آپ کے وارثین علماء و صلحاء کے آثار و تبرکات و انوار کو اسی پر قیاس  
کرنا چاہئے۔ (م)

۱۔ امام علامہ احمد بن محمد مصری مالکی معاصر شیخ محقق دہلوی نے  
کتاب مستطاب فتح المتعال فی مدح خیر العال میں امام اجل خاتمہ المجتہدین  
ابوالحسن علی بن عبد الکافی سبکی شافعی متوفی ۷۵۷ھ کا ایک کلام نفیس تبرک  
بہ آثار امام شیخ الاسلام ابو زکریا نووی قدس سرہ ہم میں نقل فرمایا:  
وهذا لفظه حکى جماعة من الشافعية ان الشيخ العلامة  
تقى الدين ابا الحسن عليا السبكي الشافعي لما تولى  
تدريس دار الحديث بالاشرفيه بالشام بعد وفات الامام  
النواوى احدى من يفتخر به المسلمون خصوصاً  
الشافعية أنشد لنفسه۔

اور یہ ہے ان کا ارشاد شافعیہ کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ تقی الدین  
سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام نووی کی وفات کے بعد شام کے دار  
الحدیث میں درس حدیث کے لئے مقرر کئے گئے (مسلمان بالخصوص  
شافعیہ یہاں تدریس کو ایک عظیم اعزاز سمجھتے تھے) تو یہ اشعار کہے۔

وفى دار الحديث لطيف معنى الى بسط لها اصبوو  
اوى لعلی ان امس بحر وجهی مکانا مسہ قدم النواوی  
و اذا كان هذا فى اثار من ذکر فما بالك باثار من شرف  
الجميع به۔

دار الحدیث میں ایک لطیف خصوصیت ہے اس کے معصوموں کی طرف



مائل ہوں۔ شاید میری جبین ناز کو اس مقام پر لگنا نصیب ہو جہاں  
نودی کے قدم لگے ہوں۔

تو جب علماء کے آثار کا یہ حال ہے تو اس ذات کے آثار کا کیا حال ہوگا  
حن سے تمام کو شرف حاصل ہوا۔

۱۲۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۷ھ فیوض الحرمین صفحہ ۲۰ میں لکھتے  
ہیں۔

من اراد ان يحصل له ما للملاء السافل من الملائكة فلا سبيل  
الى ذلك الا الاعتصام بالطهارات والحلول بالمساجد  
القديمية التي صلى فيها جماعات من الاولياء الخ  
جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اسے وہ مقام حاصل ہو جائے جو فرشتوں کے  
نچلے طبقہ کا ہے تو اس کے لئے اس کے سوا کچھ چارہ نہیں کہ پاکیزگی کو  
لازم پکڑے اور پرانی مساجد میں جائے جہاں بزرگان دین نے نمازیں  
ادا کی ہیں۔ (م)

۱۳۔ اسی میں ہے، صفحہ ۴۹ :-

ان الانسان اذا صار محبوباً فكان منظور للحق والملاء  
الاعلى عروساً جميلاً فكل مكان حل فيه العقدت و  
تعلقت به همم الملاء الاعلى وانساب اليه افواج  
الملائكة وامواج النور لا سيما اذا كانت همته تعلقت

بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحال له همه  
يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله و ماله و بيته و نسله و  
نسبه و قرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيره  
ويصلحها فمن ذلك تميزت ما اثر الكمل من مآثر غيرهم

انسان جب مقام محبوبیت پر پہنچ جائے تو وہ حضرت حق میں منظور ہوتا  
ہے اور ملائع اعلیٰ کے لئے دلہن کی مانند ہوتا ہے پھر ہر وہ جگہ جس میں  
وہ اترے گا اس کے ساتھ ملائع اعلیٰ کی ہمتیں دلست ہوں گی، فرشتوں کی  
فوجیں اور نور کی موجیں اس کی طرف متوجہ ہوں گی، بالخصوص جب  
اس کی ہمت اس مکان سے متعلق ہوگی، اور وہ عارف جو معرفت اور  
حال میں کمال ہوتا ہے اس کی ہمت میں حق تعالیٰ کی ایسی نظر ہوتی ہے  
جو اس کے اہل، مال، گھر، نسل، نسب، قرابت، دوست، مال و جاہ  
وغیرہ سب ہی کا احاطہ کر لیتی ہے اور ان تمام چیزوں کی اصلاح کرتی  
ہے اس لیے کاملین کے آثار دوسروں کے آثار سے ممتاز ہوئے۔

۱۴۔ اسی میں ہے، صفحہ ۵ :-

ان قام المعرفة لروحه تحديق و عناية بكل شئ من  
طريقة و مذهبه و سلسلة و نسبة قرابته و اكل ما يليه و  
ينسب اليه و عنايته هذه يختلط بها عناية الحق۔

جب وہ مقام معرفت پر فائز ہوتا ہے تو اس کی روحانی عنایت اس کی ہر چیز کی طرف متوجہ ہوتی ہے، اس کے طریقے اس کے مذہب، سلسلے، نسب، قرابت، غرضیکہ ہر اس چیز کی طرف ہو جاتی ہے جسے اس سے تعلق ہوتا ہے اور اس کی عنایت کے ساتھ عنایت الہیہ بھی مل جاتی ہے۔ (م)

۱۵۔ یہی شاہ صاحب بمعات میں لکھتے ہیں۔

ازیں جاست حفظ اعراس مشائخ و مواظبت زیارت قبور ایشاں والتزام فاتحہ خواندن و صدقہ دادن برائے ایشاں واعتنائے تمام کردن بہ تعظیم آثار و ولاد و متنبان ایشاں۔

اس سے معلوم ہو کہ پابندی سے مشائخ کا عرس منانا، ان کی قبروں کی پابندی سے زیارت کرنا، فاتحہ، صدقہ اور ان کے آثار، اولاد اور نسبت رکھنے والوں سے مکمل توجہ کا برتاؤ کرنا۔ (م)

۱۶۔ انھیں شاہ صاحب کی انفاں العارفین میں ہے :-

در حرمین شفعے از بزرگان خود کلاہ حضرت غوث الثقلین تبرک یافتہ بود، شبے در واقعہ حضرت غوث الاعظم را دید کہ می فرمایند کہ ایں کلاہ بہ ابو القاسم اکبر آبادی برساں۔ آں شخص برائے امتحاں یک جبہ قیمتی ہمراہ آں کلاہ کردہ گفت کہ ایں ہر دو تبرک حضرت غوث الاعظم ہستند، حکم شد کہ بہ شمار سانم، حضرت شاں بسیار خوش شدہ گرفتند، آں شیخ گفت کہ برائے شکر حصول ایں تبرک اہل شہر را دعوت کنید،

فرمودند کہ وقت صبح بیائید، مردمان بسیار بوقت صبح آمدند و طعام ہائے خوب خوردند و فاتحہ خواندند بعد ازاں پر سید ند کہ شامرد فقیر ہستید ایں قدر طعام از کجا آمد، فرمود کہ جبہ را فرد ختم و تبرک را نگاہ داشتہ ہمہ گفت کہ للہ الحمد کہ تبرک بہ مستحق رسید۔

حرمین میں ایک شخص (جو اپنے ہی بزرگوں میں سے تھا) کے پاس غوث الثقلین کی ٹوپی تھی۔ ایک رات اس نے خواب میں غوث الاعظم کو دیکھا، فرما رہے تھے، یہ ٹوپی ابو القاسم اکبر آبادی کو پہنچادو، اس شخص نے بطور آزمائش ایک قیمتی جبہ بھی اس ٹوپی کے ہمراہ کر دیا، اور کہا یہ دونوں تبرکات آپ کو غوث اعظم نے بھجوائے ہیں۔ آپ بہت خوش ہوئے اس شخص سے کہا، ان تبرکات کے ملنے کی خوشی میں اہل شہر کی دعوت کیجئے، فرمایا، صبح آنا، صبح بہت لوگ آئے اور خوب کھانے کھائے اور فاتحہ پڑھی، اس کے بعد دریافت کیا، آپ تو فقیر منش لوگ ہیں، اتنا کھانا کہاں سے آیا؟ فرمایا، تبرک تو میں نے حفاظت سے رکھا اور جبہ فروخت کر کے دعوت کی وہ شخص بولے، خدا کا شکر ہے، تبرک مستحق کو پہنچا۔ (م)

اسی طرح صدہا عبارات ہیں جس کے حصر و استقصا (۱) میں محل طمع نہیں، یہ سب ایک طرف، فقیر غفر اللہ تعالیٰ کہ حدیث سے ثابت کرے کہ خود حضور پر نور سید یوم النشور افضل صلوات اللہ تعالیٰ و اجل تسلیما نا علیہ و علی آلہ و ذریاتہ آثار مسلمین سے تبرک فرماتے ولله الحجة البالغة طبرانی معجم اوسط اور



ابو نعیم حلیہ میں حضرت سیدنا وابن سیدنا عبد اللہ بن عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روای :-

قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يبعث الى المطاهر

فيوتى بالماء فيشربه يرجو به بركة ايدي المسلمين

یعنی :- حضور پر نور سید عالم ﷺ مسلمانوں کی طہارت گاہوں، مثل حوض وغیرہ سے جہاں اہل اسلام وضو کیا کرتے پانی منگا کر نوش فرماتے اور اس سے مسلمانوں کے ہاتھوں کی برکت لینا چاہتے۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و علیٰ آلہ وصحبہ بارک و کرم

علامہ عبد الرؤف مناوی، تیسیر ج ۲ صفحہ ۲۶۹ پھر علامہ علی ابن احمد

عزیزی، سراج المنیر ج ۳ صفحہ ۱۴۷ شرح جامع صغیر میں اس حدیث کی نسبت فرماتے ہیں یہ اسناد صحیح۔ علامہ محمد حنفی اپنی تعلیقات علی الجامع میں فرماتے ہیں :-

يرجوا به بركة الخ لانهم محبوبون لله تعالى بدليل ان

الله يحب التوابين و يحب المتطهرين۔

یعنی :- حضور اقدس ﷺ بقیہ آب وضوئے مسلمین میں اس وجہ سے

امید برکت رکھتے کہ وہ محبوبان خدا ہیں، قرآن مجید

میں فرمایا۔ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے بہت توبہ کرنے والوں کو

اور دوست رکھتا ہے طہارت والوں کو۔

الله اكبر الله اكبر الله اعلى واجل اكبر

یہ حضور پر نور سید السباکین ﷺ ہیں جن کی خاک نعلین

پاک تمام جہاں کے لئے تبرک دل و جاں و سرمہ چشم دین و ایماں ہے، وہ اس پانی کو جس میں مسلمانوں کے ہاتھ دھلے تبرک ٹھہرائیں اور اسے منگا کر بہ غرض حصول برکت نوش فرمائیں، حالانکہ واللہ مسلمانوں کے دست و زبان و دل و جان میں جو برکتیں ہیں سب انھیں نے عطا فرمائیں، انھیں کے نعلین پاک کے صدقہ میں ہاتھ آئیں۔ یہ سب تعلیم امت و تنبیہ مشغولان خواب غفلت کے لئے تھا کہ یوں نہ سمجھیں تو اپنے مولیٰ و آقا ﷺ کا فعل سن کر بیدار اور برکت آثار لولیا و علماء کے طلب گار ہوں پھر کیسا جاہل و محروم وہ نا فہم ملوم کہ محبوبان خدا کے آثار کو تبرک نہ جانے اور حصول برکت نہ مانے۔

ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین

محمد وآلہ وصحبہ و اولیائہ و علمائہ و امتہ و حزبہ اجمعین

امین۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## فصل سوم

مسئلہ.....

غره (۱) ربیع الاول شریف ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلے میں کہ تبرک آثار شریفہ رسول

اللہ ﷺ سے کیسا اور اس کے لئے ثبوت یقینی، درکار ہے یا صرف شہرت کافی ہے اور نعلین شریفین کی تمثال (۲) کو یوسہ دینا کیسا ہے اور اس سے توسل جائز ہے یا نہیں اور بعض لوگ یوں کرتے ہیں کہ تمثال نعل شریف کے اوپر بعد بسم اللہ کے لکھتے ہیں :-

اللهم ارني بركة صاحب هذين النعلين الشريفين

اور اس کے نیچے دعائے حاجت لکھتے ہیں 'یہ کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب :-

فی الواقع آثار شریفہ 'حضور ﷺ سے تبرک سلفاً و خلفاً زمانہ اقدس حضور پر نور سید عالم ﷺ و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک بلا تکلیف رائج و معمول اور بہ اجماع مسلمین مندوب و محبوب بئثر احادیث صحیحہ و صحیح بخاری و مسلم و غیر ہما صحاح و سنن و کتب حدیث اس پر مطلق جن میں بعض کی تفسیل فقیر نے کتاب "البارقة المشارقة علی مارقة المشارقة" میں ذکر کی اور ایسی جگہ ثبوت یقینی یا سند محدثانہ کی اصلاح حاجت نہیں اس کی تحقیق و تصحیح کے پیچھے پڑنا اور بغیر اس کے تعظیم و تبرک سے باز رہنا سخت محرومی و کم نصیبی ہے ائمہ دین نے صرف حضور اقدس ﷺ کے نام سے اس شے کا معروف ہونا کافی سمجھا ہے۔ امام قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں :-

من اعظامه و اکباره صلى الله تعالى عليه وسلم اعظام

جميع اسبابه و اکرام مشاهدته و امکنته من مكة و

المدينة و معاهده و ما لمسہ عليه الصلاة والسلام او عرف به۔

آپ کی تعظیم کا ایک طریقہ یہ بھی کہ آپ کے تمام متعلقات اور آپ سے متعلق تمام مقامات مکہ مدینہ اور تمام ان چیزوں کی تعظیم کی جائے جن کو آپ نے مس کیا ہو یا جن کا تعلق آپ سے معروف ہو۔ (م)

اس طرح طبقة فطیقة، شرقاً غرباً، عجماً عرباً، علمائے دین و ائمہ معتمدین نعل مطہر حضور سید البشر علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام کے نقشے کاغذوں پر بناتے، کتابوں میں تحریر فرماتے آئے اور انھیں یوسہ دینے، آنکھوں سے لگانے، سر پر رکھنے کا حکم فرماتے رہے اور دفع امراض و حصول اغراض میں اس سے توسل فرمایا گئے اور بفضل الہی عظیم و جلیل برکات و آثار اس سے پایا کیے۔ علامہ ابو الیمن ابن عساکر و شیخ ابو النجی ابراہیم بن محمد بن خلف سلمی و غیر ہما علماء نے اس باب میں مستقل کتابیں تصنیف کیں علامہ احمد مقری کی "فتح المتعال فی مدح خیر النعال" اس مسئلہ میں اجمع و انفع تصانیف سے ہے محدث علامہ ابو الریبع، سلیمان بن سلیم کلاعی و قاضی شمس الدین ضیف اللہ رشیدی و شیخ فتح اللہ بیلونی حلبی معاصر علامہ مقری و سید محمد موسیٰ حسینی مالکی معاصر علامہ مدوح و شیخ محمد بن فرج سبتی و شیخ محمد بن رشید فہری سبتی و علامہ احمد بن محمد تلمسانی، موصوف و علامہ ابو الیمن ابن عساکر و علامہ ابو الحکم مالک بن عبد الرحمن بن علی



مغربی و امام ابو بکر احمد ابن امام ابو محمد عبد اللہ بن حسین انصاری قرطبی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نقشہ نعل مقدس کی مدح میں قصائد عالیہ تصنیف فرمائے ان سب میں اسے بوسہ دینے، سر پر رکھنے کا حکم و استحسان مذکور اور یہی مواہب لدنیہ میں امام علامہ احمد قسطلانی و شرح مواہب علامہ زر قانی وغیرہما کتب جلیلہ میں مسطور و قد اکثر ذلك في كتابنا المذكور۔<sup>(۱)</sup>

علماء فرماتے ہیں جس کے پاس یہ نقشہ متبرکہ ہو ظلم ظالمین و شر شیاطین و چشم زخم حاسدین سے محفوظ رہے، عورت درود کے وقت اپنے داہنے ہاتھ میں لے آسانی ہو، جو ہمیشہ پاس رکھ نگاہ خلق میں معزز ہو، زیارت روضہ مقدس نصیب ہو یا خواب میں زیارت اقدس ﷺ سے مشرف ہو۔ جس لشکر میں ہونہ بھاگے، جس قافلے میں ہونہ لٹے، جس کشتی میں ہونہ ڈوبے، جس مال میں ہونہ چرے جس حاجت میں اس سے توسل کیا جائے پوری ہو۔ جس مراد کی نیت سے پاس رکھیں حاصل ہو، موضع درد و مرض پر اسے رکھ کر شفائیں ملی ہیں۔ مہلکوں مصیبتوں میں اس سے توسل کر کے نجات الفلاح کی راہیں کھلی ہیں۔

اس باب میں حکایات صلحاء و روایت علماء بکثرت ہیں کہ امام محمد تقیؑ وغیرہ نے فتح المتعال وغیرہ میں ذکر فرمائیں اور بسم اللہ شریف اس پر لکھنے میں کچھ حرج نہیں، اگر یہ خیال کیجئے کہ نعل مقدس قطعاً تاج فرق اہل ایماں ہے مگر اللہ عز و جل کا نام و کلام ہر شے سے اجل و اعظم و ارفع و اعلیٰ ہے یوں ہی تماشال میں بھی احتراز چاہئے۔ تو یہ قیاس مع الفارق ہے۔ اگر حضور سید عالم ﷺ سے عرض کی جاتی کہ نام الہی یا بسم اللہ شریف حضور کے نعل اقدس پر لکھی جائے تو

پسند نہ فرماتے، مگر اس قدر ضروری ہے کہ نعل حالت استعمال و تماشال محفوظ عن الابدال میں تقویٰ بدیہی ہے اور اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جانور ان صدقہ کی رانوں پر حبس فی سبیل اللہ<sup>(۱)</sup> داغ فرمایا تھا، حالانکہ ان کی رانیں بہت محل بے احتیاطی ہیں بلکہ سنن دارمی شریف میں ہے :-

اخبرنا مالك بن اسمعيل ثنا مندل بن علي الغزي حدثني جعفر بن ابی المغيرة عن سعيد بن جبیر قال كنت اجلس الى ابن عباس فاكتب في الصحيفة حتى تمتلئ ثم اقلب نعلی فاكتب في ظهورهما والله تعالى اعلم وعلمه جل مجده اسم راحكم

مالك بن اسمعيل نے اپنی سند سے سعید بن جبیر سے روایت کی انھوں نے فرمایا میں ابن عباس کے پاس بیٹھتا تھا اور صحیفہ پر لکھتا تھا جب وہ پُر ہو جاتا تھا تو میں اپنی جوتی پلٹ کر اس کی پشت پر لکھ لیتا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (م)

## فصل چہارم

مسئلہ : .....

مسئلہ حضرت سید حبیب اللہ زعبی دمشقی طرابلسی جیلانی،

من اعظامہ صلی اللہ علیہ وسلم اعظام جمیع  
اسبابہ و ما لمسه او عرف به صلی اللہ علیہ وسلم  
یعنی :- رسول اللہ ﷺ کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم  
جن کو نبی ﷺ سے کچھ علاقہ ہو اور جنہیں نبی ﷺ نے چھوا ہوا  
جو حضور کے نام پاک سے مشہور ہوں۔

یہاں تک کہ برابر آئمہ دین و علمائے معتمدین نعل اقدس کی شبیہ و مثال کی تعظیم  
فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مددیں پائیں، اور اس کے باب میں مستقل  
کتابیں تصنیف فرمائیں۔ جب نقشے کی یہ برکت و عظمت ہے تو خود نعل اقدس کی  
عظمت و برکت کو خیال کیجئے۔ پھر ردائے اقدس (۱) جب مقدسہ و عمامہ مکرمہ پر  
نظر کیجئے۔ پھر ان تمام آثار و تبرکات شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم و اعلیٰ و اکرم  
والی حضور اقدس ﷺ کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ  
جزو بدن والا ہے اور اس سے اجل و اعظم و ارفع و اکرم حضور پر نور ﷺ کی ریش  
مبارک کا موئے مطہر (۲) ہے۔ مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان و زمین  
ہر گز اس ایک موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے  
معلوم ہو گیا کہ تعظیم کے لیے نہ یقین درکار ہے نہ کوئی خاص سند بامع صرف نام  
پاک سے اس شے کا اشتہار کافی ہے۔ ایسی جگہ بے اور اک سند تعظیم سے باز نہ رہے  
گا۔ مگر بیمار دل پر آزار دل جس میں نہ عظمت شان محمد ﷺ براہ کافی نہ ایمان  
کامل۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :-

وارد حال بریلی۔ ۷ ربیع الاخر ۱۳۲۶ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین ان مسائل میں کہ جو  
لوگ تبرکات شریف بلا سند لاتے ہیں، ان کی زیارت کرنا چاہیے یا نہیں اور اکثر  
لوگ یہ کہتے ہیں کہ آج کل مصنوعی تبرکات زیادہ لئے پھرتے ہیں۔ یہ ان کا کہنا  
کیسا ہے اور جو زائر کچھ نذر کرے اس کا لینا جائز ہے یا نہیں اور جو شخص خود مانگے  
اس کا مانگنا کیسا ہے بینوا و توجروا۔

الجواب :-

نبی ﷺ کے آثار و تبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرض عظیم ہے۔  
تاہوت سیکنہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل  
ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا۔

بَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَالْمُوسَىٰ

موسیٰ و ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔  
موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ الصلوٰۃ و  
السلام کا عمامہ وغیرہ اولہذا تواتر سے ثابت کہ جس چیز کو کسی طرح حضور اقدس  
ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا، صحابہ و تابعین و آئمہ دین  
ہمیشہ اس کی تعظیم و حرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے۔ اور دین حق  
کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لیے کسی سند کی بھی حاجت نہیں  
بلکہ جو چیر خضور اقدس ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین  
سے ہے۔ شفا شریف و مواہب لدنیہ و مدارج شریف وغیرہا میں ہے :-



إِنْ يَلِكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَلِكُ صَادِقًا يُصِيبُكُمْ بَعْضُ  
الَّذِي يُعِدُّكُمْ۔

ترجمہ :- اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر وہ سچا  
ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمہیں  
وعدہ دیتا ہے۔

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم و اکرام و تکریم سے باز نہیں رہ  
سکتا۔ مگر کوئی کھلا کافریا چھپا منافق و العیاذ باللہ تعالیٰ، اور یہ کہنا کہ آج کل اکثر لوگ  
مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، اگر یوں ہی مجمل بلا تعین شخص ہو، یعنی کسی  
شخص پر اس کی وجہ سے الزام باید گمانی مقصود نہ ہو تو اس میں کچھ گناہ نہیں اور بلا  
ثبوت شرعی کسی خاص شخص کی نسبت حکم لگا دینا کہ یہ انہیں میں سے ہے جو  
مصنوعی تبرکات لئے پھرتے ہیں، ضرور ناجائز و گناہ و حرام ہے، کہ اس کا منشاء  
صرف بدگمانی ہے اور بدگمانی سے بڑھ کر کوئی جھوٹی بات نہیں۔ رسول اللہ ﷺ  
فرماتے ہیں

ایاکم و الظن فان الظن اکذب (المحدث)

بدگمانی سے جو کہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

ائمہ دین فرماتے ہیں :-

انما ينشوء الظن الخبيث من القلب الخبيث

خبیث گمان خبیث دل ہی سے پیدا ہوتا ہے۔

تبرکات شریفہ جس کے پاس ہوں ان کی زیارت کرنے پر لوگوں سے اس  
کا کچھ مانگنا سخت شنیع ہے۔ جو تندرست ہو اعضاء صحیح رکھتا ہو، نوکری خواہ مزدوری  
اگرچہ ڈلیا ڈھونے کے ذریعے سے روٹی کما سکتا ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔  
رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :-

لا تحل الصدقة لغنی و لا لذي مرة سوى

غنی یا سکت والے تندرست کے لیے صدقہ حلال نہیں۔

علماء فرماتے ہیں :

ما جمع السائل بالتكدي فهو الخبيث

سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرتا ہے وہ خبیث ہے۔

اس پر ایک تو شاعت یہ ہوئی دوسری شاعت سخت تر یہ ہے کہ دین کے  
نام سے دنیا کماتا ہے اور یَشْتَرُونَ بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ط کی قبیل میں داخل ہوتا  
ہے۔ تبرکات شریفہ بھی اللہ عزوجل کی نشانیوں سے عمدہ نشانیاں ہیں، ان کے  
ذریعے سے دنیا کی ذلیل قلیل پونجی حاصل کرنے والا دنیا کے بدلے دین بھنے والا  
ہے۔ شاعت سخت تر یہ ہے کہ اپنے اس مقصد فاسد کے لیے تبرکات شریفہ کو  
شہر بہ شہر در بہ در لیے پھرتے ہیں اور ہر کس و نامکس کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہ  
آثار شریفہ کی سخت توہین ہے۔

خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دار المعبرۃ میں سیدنا امام مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی تھی کہ ان کے یہاں جا کر خلیفہ زادوں کو

پرہیز دیا کریں۔ ارشاد فرمایا کہ میں علم کو دلیل نہ کروں گا۔ انہیں پرہیز منظور ہے۔

تو خود حاضر ہوا کریں عرض کی وہیں حاضر ہوں گے مگر اور طلباء پر ان کو تقدیم دی جائے۔ فرمایا یہ بھی نہ ہوگا سب یکساں رکھے جائیں گے۔ آخر خلیفہ کو یہی منظور کرنا پڑا۔ یونہی امام شریک مٹی کو خلیفہ وقت نے چاہا تھا کہ ان کے گھر جا کر شہزادوں کو پڑھادیا کریں۔ آپ نے انکار کر دیا، خلیفہ نے کہا، آپ امیر المومنین کا حکم ماننا نہیں چاہتے۔ سرعینا یہ نہیں بلکہ میں علم کو ذلیل نہیں کرنا چاہتا۔

رہا یہ کہ بے اس کے مانگے زائرین کچھ اسے دیں اور یہ لے اس میں تفصیل ہے شرع مطہر کا قاعدہ کلیہ ہے المعہود عرفا کالمشروط لفظاً<sup>(۱)</sup> جو لوگ تبرکات شریفہ شہر بشہر لیے پھرتے ہیں ان کی نیت و عادت قطعاً معلوم کہ اس کے عوض تحصیل زر و جمع مال چاہتے ہیں۔ یہ قصد نہ ہو تو کیوں دور دراز سفر کی مشقت اٹھائیں۔ ریلوں کے کرایے دیں اگر کوئی ان میں زبانی کہے بھی کہ ہماری نیت فقط مسلمانوں کو زیارت سے بہرہ مند کرنا ہے تو ان کا حال ان کے قال کی صریح تکذیب کر رہا ہے ان میں علی العموم وہ لوگ ہیں جو ضروری ضروری طہارت و صلوٰۃ سے بھی آگاہ نہیں۔ اس فرض قطعی کے حاصل کرنے کو کبھی دس پانچ کوس یا شہر ہی کے کسی عالم کے پاس کمر سے آدھ میل جانا پسند نہ کیا۔ مسلمانوں کو زیارت کرانے کے لیے ہزاروں کوس سفر کرتے ہیں۔ پھر جہاں زیارتیں ہوں اور لوگ کچھ نہ دیں، وہاں ان صاحبوں کے غصے کو دیکھئے پہلا حکم یہ لگایا جاتا ہے کہ تم لوگوں کو حضور اقدس ﷺ سے کچھ محبت نہیں، گویا ان کے نزدیک محبت نبی ﷺ اور ایمان اسی میں منحصر ہے کہ حرام طور پر کچھ ان کی نذر کر دیا جائے پھر جہاں کہیں ملے بھی مگر ان کے خیال سے تھوڑا ہو، ان کی سخت

۱۔ جو چیز عرفاً طے شدہ ہوتی ہے وہ لفظاً مشروط کی طرح ہے۔ مرتب

شکایتیں اور مذمتیں ان سے سن لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے صلحاء و علماء ہوں اور مال حلال سے دیا ہو۔ اور جہاں پیٹ بھر کے مل گیا، وہاں لمبی چوڑی تعریفیں لے لیجئے، اگرچہ وہ دینے والے فساق، فجار بلکہ بد مذہب ہوں اور مال حرام سے دیا ہو، تو قطعاً معلوم ہے کہ وہ زیارت نہیں کراتے مگر لینے کے لیے اور زیارت کرانے والے بھی جانتے ہیں کہ ضرور کچھ دینا پڑے گا تو اب یہ صرف سوال ہی نہ ہو بلکہ حسب عرف زیارت شریفہ پر اجارہ ہو گیا، اور وہ بہ چند وجہ حرام ہے۔ اولاً زیارت آثار شریفہ کوئی ایسی چیز نہیں۔ جو زیر اجارہ داخل ہو سکے۔

کما صرح بہ فی در المختار وغیرہ ان ما یؤخذ من النصاری علی زیارت بیت المقدس حرام و هذا اذا کان حراماً اخذہ من کفار دور الحرب کالروم و غیرہم فکیف من المسلمین ان ہو الا ضلال مبین جیسے در مختار وغیرہ میں ہے کہ بیت المقدس کی زیارت کے سلسلے میں نصاریٰ سے جو لیا جاتا ہے وہ حرام ہے تو جب دار العرب نے کافروں سے جیسے رومی وغیرہم سے لینا حرام ہے تو مسلمانوں سے لینا نیت جائز ہو، یہ تو کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

ثانیاً اجرت مقرر نہیں ہوتی۔ کیا دیا جائے گا۔ اور جو اجارے شرعاً جائز ہیں، ان میں بھی اجرت مجہول رکھی جانا ات حرام کر دیتا ہے نہ کہ جو سرے سے حرام ہے کہ حرام در حرام ہو اور یہ علم جس طرح مشتی صاحبوں کو شامل ہے۔



مقامی حضرات بھی اس سے محفوظ نہیں جبکہ اسی نیت سے زیارت کراتے ہوں اور ان کا یہ طریقہ معلوم و معروف ہو۔ ہاں اگر کسی بندہ خدا کے پاس کچھ آثار شریفہ ہوں اور وہ انھیں بہ تعظیم اپنے مکان میں رکھے اور جو مسلمان اس کی درخواست کرے محض لوجہ اللہ اسے زیارت کرادیا کرے، کبھی کسی معاوضے، نذرانے کی تمنا نہ رکھے۔ پھر اگر وہ آسودہ حال نہیں اور مسلمان بطور خود قلیل یا کثیر بنظر اعانت اسے کچھ دے تو اس کے لئے لینے میں اس کو کچھ حرج نہیں باقی گشتی صاحبوں کو عموماً اور مقامی صاحبوں میں خاص ان کو جو اس امر پر اخذِ نذر کے ساتھ معروف و مشہور ہیں، شرعاً جو ازنی کوئی صورت نہیں ہو سکتی، مگر ایک وہ یہ کہ خدائے تعالیٰ ان کو توفیق دے نیت اپنی درست کریں اور شرط عرفی کے رد کے لیے صراحتہ اعلان کے ساتھ ہر جگہ میں کہہ دیا کریں کہ مسلمانوں یہ آثار شریفہ تمہارے نبی ﷺ یا فلاں ولی معزز و مہرم کے ہیں کہ محض خالصاً لوجہ اللہ تمہیں ان کی زیارت کرائی جاتی ہے ہرگز ہرگز کوئی بدایا معاوضہ مطلوب نہیں اس کے بعد اگر مسلمان کچھ نذر کریں تو اسے قبول کرنے میں کچھ حرج نہ ہوگا۔

فتاویٰ قاضی خان وغیرہ میں ہے: ان الصریح يفوق الدلالة (۱) اور اس کی صحت نیت پر دلیل یہ ہوگی کہ کم پر ناراض نہ ہو بلکہ اگر جلسے گزر جائیں لوگ فوج فوج زیارتیں کر کے یونہی چلے جائیں اور کوئی پیسہ نہ دے جب بھی اصلاً دل تنگ نہ ہو اور اسی خوشی اور شادمانی کے ساتھ مسلمانوں کو زیارت کرایا کرے۔ اس صورت میں یہ لینا دینا دونوں جائز و حلال ہوں گے اور زائرین و مزدور (۲) دونوں

۱۔ بے شک صریح دلالت سے بالاتر ہے۔ ... مرتب ۲۔ زیارت کرانے والا۔ ... مرتب

اعانت مسلمان کا ثواب پائیں گے۔ اس نے سعادت و برکت دے کر ان کی مدد کی، انھوں نے دنیا کی متاعِ قلیل سے فائدہ پہنچایا اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔

من استطاع منكم ان ينفع اخاه فلينفعه۔ (رواہ مسلم فی صحيحه عن جابر بن عبد الله رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔

تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچائے تو اسے چاہیے کہ نفع پہنچائے۔

اور فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ :-

اللہ فی عون العبد ما دام العبد فی عون اخیه

اللہ اپنے بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہے (رواہ الشیخان) علی الخصوص جب یہ تمکانات والے حضرات سادات کرام ہوں تو اب ان کی خدمت اعلیٰ درجے کی برکت و سعادت ہے۔ حدیث میں ہے۔ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں :-

جو شخص اولاد عبد المطلب میں سے کسی کے ساتھ اپنا سلوک کرے اور اس کا صلہ دنیا میں نہ پائے۔ میں بہ انفس نفیس روز قیامت اس کا صلہ عطا فرماؤں گا۔

اور اگر زیارت کرانے والے کو اس کی توفیق نہ ہو تو زیارت کرنے والے

۱۔ جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔ (مرتب) ۲۔ دینے اور لینے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ (مرتب)

ہوں۔ اطمینان فرمائیے۔

سوال :-

نقل روضہ منورہ حضور سرور کائنات ﷺ اور نقل روضہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تعزیے میں کیا فرق ہے، شرعاً کس کی تعظیم کم و بیش کرنا چاہیے۔ (۱) کون افضل ہے اور زیارت کرنا نقل روضہ منورہ ﷺ کا درست ہے یا نہیں یعنی نقل روضہ منورہ کو جو مقبول حسین خان کے یہاں ہے، محض لوگ یوں کہتے ہیں کہ کاریگری کی کاریگری دیکھ لو لفظ زیارت کا کہنا اور وقت زیارت درود شریف پڑھنا اور مثل اصل کے تعظیم کرنا، نادرست ہے ہرگز نہیں چاہیے، اتنا کہنا تو مثل کی نسبت درست کہتے ہیں۔ لا بالکل تعظیم کرنا محض بُرا ہے۔ یہاں پر ایسے کرنے والے کو مثل ہنود کے جانتے ہیں۔ اس کا کیا جواب ہے۔

الجواب :-

روضہ منورہ حضور پر نور سید عالم ﷺ کی نقل صحیح بلاشبہ معظمت دینیہ سے ہے۔ اس کی تعظیم و تکریم بروجہ شرعی ہر مسلمان صحیح الایمان کا مقتضائے ایمان ہے۔

اے گل بخور سندم تو بوائے کسے داری

اس کی زیارت بہ آداب شریعت اور اس وقت درود شریف کی کثرت ہر مومن کی شہادت قلب و بداہت عقل سے مستحب و مطلوب ہے علامہ تاج لاکھانی رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں :-

کو چاہیے کہ خود ان سے صاف صراحۃً کہہ دے کہ نذر کچھ نہیں دی جائے گی، خالصاً لوجہ اللہ اگر آپ زیارت کراتے ہیں تو کرائیے۔ اس پر اگر وہ صاحب نہ مانیں، ہرگز زیارت نہ کرے، کہ زیارت ایک مستحب ہے اور یہ لین دین حرام۔ کسی مستحب شے کے حاصل کرنے کے واسطے حرام کو اختیار نہیں کر سکتے۔ اشباہ و نظائر وغیرہ میں ہے۔ ما حرم اخذہ حرم اعطاؤہ (۱)۔ در مختار میں ہے الاخذ و المعطی اثمان (۲) اسی در مختار میں تصریح ہے کہ جو تندرست ہو اور کسب پر قادر ہو اسے دینا حرام ہے کہ دینے والے اس سوال حرام پر اس کی اعانت کرتے ہیں اگر نہ دیں خواہی نخواہی عاجز ہو اور کسب کرے اور اگر اس کی غرض زیارت کرنے والے صاحب نے قبول کر لی تو اب سوال واجرت کا قدم در میان سے اٹھ گیا، بے تکلف زیارت کرے، دونوں کے لیے اجر ہے اس کے بعد حسب استطاعت ان کی نذر کر دے۔ یہ لینا دینا دونوں کے لیے حلال اور دونوں کے لیے اجر ہے حمد اللہ فقیر کا یہی معمول ہے اور توفیق خیر اللہ تعالیٰ سے مستول ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

## فصل پنجم

مسئلہ .....

بتاریخ ۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۸ھ

جناب من ایک نئی بات سنی گئی ہے، اس کی بابت عرض کرتا



من فوائد ذلك ان من لم يمكنه زيارة الروضة فليذر  
مثالها فليستلمه مشتاقا لانه ناب مناب الاصل كما قد  
ناب مثال نعله الشريفة مناب عينها في المنافع  
والخواص لشهادة التجربة الصحيحة و لذا جعلوا له  
من الاكرام و الاحترام ما يجعلون للمنوب عنه۔

یعنی: روضہ مبارک سید عالم ﷺ کی نقل میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جسے  
اصل روضہ اقدس کی زیارت نہ ملے، وہ اس کی زیارت کرے اور  
شوق دل کے ساتھ اسے بوسہ دے، کہ یہ نقل اسی اصل کی قائم  
مقام ہے جس پر صحیح تجربہ گواہ ہے ولہذا علمائے دین نے اس کی  
نقل کا اعزاز و اکرام وہی رکھا جو اصل کار کرتے ہیں۔

اسی طرح دلائل الخیرات و مطالع المسرات وغیرہا معتبرات میں ہے۔ اس صحت کی  
تفصیل جمیل فقیر کے رسالہ "شفاء الواله فی صور الحبيب و مزاره و  
نعاله" ۱۳۱۵ھ (۱) میں ہے یہاں لفظ زیارت کی ممانعت محض جمالت ہے اور  
معاذ اللہ درود شریف کی ممانعت اور سخت حماقت اور صراحت شریعت مطہرہ پر انفرادی  
و تمسست ہے۔ علامہ طاہر فتنی، مجمع البحار میں اپنے استاذ حضرت عارف باللہ سیدی  
علی متقی مکی وہ اپنے استاد امام ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل فرماتے ہیں۔

من اسقيظ عند اخذ الطيب و شمه الى ما كان عليه  
صلى الله عليه وسلم من محبته للطيب و عليه و سلم

۱۔ مذکورہ رسالہ بھی جمعیت اشاعت الہنت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کر چکی ہے۔

لما و قربى قلبه من جلالتہ و استحقاقہ علی کل  
امته ان يلحظوا بعين نهاية الاجلال عند روية شئ من  
اثاره او ما يدل عليها فهوات بما له فيه اكمل الثواب  
الحزيل و قد استحبه العلماء لمن رأى شئاً من اثاره  
صلى الله عليه وسلم ان من استحضر ما ذكرته عند  
شمه للطيب يكون كالرائي بشئ من اثاره الشريفة في  
المعنى فليس به الا اكثار من الصلاة و السلام عليه  
صلى الله عليه وسلم حينئذ لہ مختصراً۔

جس شخص نے خوشبو دیکھتے وقت حضور کی خوشبو سے محبت کو  
یاد کیا اور آپ پر درود و سلام پڑھا، کیونکہ اس کے دل میں آپ کی  
عظمت و وقار کا جذبہ تھا اور اسی وجہ سے وہ آپ کے آثار شریفہ کو  
عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا، تو اس نے بڑے ثواب کا کام کیا اور درود  
شریف کو علماء نے اس کے لئے مستحب قرار دیا ہے۔ جو آپ کے آثار  
شریفہ میں کسی کا ملاحظہ کرے، اور ظاہر ہے کہ خوشبو سونگھتے وقت  
حضور کی یاد کرتا ہے وہ معنی آپ کے آثار شریفہ کا ملاحظہ کرتا ہے اس  
لیے اسے اس وقت بہ کثرت درود شریف پڑھنا چاہیے۔ (م)

اسی ارشاد جمیل میں صاف تصریح جلیل ہے کہ تمام امم و رسول اللہ

ﷺ کا حق ہے کہ جب حضور پر نور ﷺ کے آثار شریفہ سے کوئی چیز دیکھیں یا وہ

شے دیکھیں جو حضور کے آثار شریفہ سے کسی چیز پر دلالت کرتی ہو، تو اس وقت کمال ادب و تعظیم کے ساتھ حضور پر نور ﷺ کا تصور لائیں اور درود شریف کی کثرت کریں، ولہذا جو خوشبو لیتے یا سونگھتے وقت یاد کرے کہ مصطفیٰ ﷺ اسے دوست رکھتے تھے، وہ بھی گویا معنی آثار شریفہ کی زیارت کر رہا ہے اسے اس وقت درود پڑھنے کی کثرت مسنون ہونی چاہیے۔ تو نقل روضہ مبارک صاف صاف مایدل علیہا میں داخل ہے، اس کی زیارت کے وقت حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و تکریم اور حضور پر درود و تسلیم کیوں نہ مستحب ہوگی۔ ایسی تعظیم کرنے والے کو معاذ اللہ کفار و مشرکین کے مثل بنانا سخت ناپاک کلمہ بے باک ہے۔ قائل جاہل پر توبہ فرض ہے، بلکہ از سر نو کلمہ اسلام کی تجدید کر کے اپنی عورت سے نکاح دوبارہ کرے کہ اس نے بلا وجہ مسلمانوں کو مثل کفار بتایا۔

رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں :-

من دعا رجلا بالكفر و قال عدو الله و ليس كذلك الى

جار علیہ رواہ الشيخان عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جس نے کسی شخص کو کافر کہا اور دشمن خدا کہا اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ

کلمہ اس پر جاری ہوگا۔ اسے شیخین نے ابو ذر سے روایت کیا۔ (م)

یوں ہی اگر روضہ شہزادہ گللوں قابوسین شہید ظلم و جفا صلوات اللہ تعالیٰ

وسلامہ علی جدہ الکریم و علیہ کی صحیح نقل بنا کر محض بہ نیت تبرک بے آمیزش

منکرات شرعیہ مکان میں رکھتے تو شرعاً کوئی حرج نہ تھا، مگر حاشا تعزیر ہرگز اس

کی نقل نہیں، نقل ہونا درکنار بنانے والوں کو نقل کا قصد بھی نہیں۔

ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اس اصل سے نہ کچھ علاقہ نہ نسبت۔ پھر کسی میں پریاں، کسی میں براق کسی میں لور بے ہودہ طمطراق پھر کوچہ کوچہ و دشت بہ دشت اشاعت غم کے لیے ان کا گشت اور اس کے گرد سینہ زنی، ماتم سازی کی شور انگنی، حرام مرثیوں سے نوحہ کنی، عقل و نقل سے کٹی چھنی، کوئی ان کھچپوں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے۔ کوئی مشغول طواف، کوئی سجدے میں گر رہا ہے کوئی اس مایہ بدعات کو معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام عالی مقام سمجھ کر اس لبرک پنی سے مرادیں مانگتا ہے، نہیں مانتا ہے، عرضیاں باندھتا، حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تماشے، مردوں عورتوں کا راتوں کو میل لور طرح طرح کے بے ہودہ کھیل ان سب پر غور ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت باہرکت و محل عبادت ٹھرا ہوا تھا، ان بے ہودہ رسموں نے جاہلانہ اور فاسقانہ عملوں کا زمانہ کر دیا۔ پھر وبال ابتداء کا وہ جوش و ہوا، کہ خیرات کو بھی بلور خیرات نہ رکھا، ریاء و تقاضا اعلانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے۔ وہاں اہلین پر گر رہی ہیں، رزق الہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے منی رچتے میں گر رہا ہے ہوتے ہیں۔ مال کی اضاعت ہو رہی ہے، مگر نام تو ہو گیا، کہ ملاں صاحب اگر لا رہے ہیں اب یہاں عشرہ کے پھول کھلے، تماشے باجے جتے چلے۔ رگ رگ لے کھیلوں کی دھوم، بازاری عورتوں کا ہر طرف بھرم، فہانی میلوں کی ہاری، م، جشن فاسقانہ یہ کچھ لور اس کے ساتھ ذیل وہ بلکہ کہ گویا ہاں اہل اہل ہا



## نعت رسول مقبول ﷺ

حاجیو آو شہنشاہ کا روضہ دیکھو  
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو  
رکن شامی سے مٹی وحشت شام غربت  
اب مدینہ کو چلو صبح دلا آرا دیکھو

آب زمزم تو پیا خوب جھائیں پیاسیں  
آو جو شہ کوثر کا بھی دریا دیکھو  
زیر میزاب ملے خوب کرم کے چھینے  
ابر رحمت کا یہاں روز برسا دیکھو

دھوم دیکھی ہے در کعبہ پہ پیتلوں کی  
ان کے مشاقوں میں حسرت کا ترپنا دلیہ  
مثل پروانہ پھرا کرتے تھے جس شمع کے کرہ  
اپنی اس شمع کو پروانہ یہاں کا دلیہ

خوب آنکھوں سے لگایا ہے خال لبہ  
قصر محبوب کے پردے کا کھس جلاہ دلیہ  
واں مطیعوں کا جلاہ ذوق نے پانی پالا  
یاں سیہ کاروں کا دامن چ مہلانا دلیہ

حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کے پاک جنازے ہیں :-  
اے مومنو اٹھاؤ جنازہ حسین کا

گاتے ہوئے مصنوعی کربلا پیچے وہاں کچھ نوچ اتار باقی توڑ تار دفن کر  
دیے یہ ہر سال اخلاعت مال کے جرم و وبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ  
حضرات شہدائے کرام کربلا علیہم الرضوان والثناء کا مسلمانوں کو نیک توفیق بخشے  
اور بدعات سے توبہ دے آمین۔

تعزیہ داری کہ اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام  
ہے ان خرافات کے شیوع نے اصل مشروع کو بھی اب مخدور و مخطور کر دیا کہ اس  
میں اہل بدعت سے مشابہت اور تعزیہ داری کی تمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد  
یا اہل اعتقاد کے لیے ابتلائے بدعات کا اندیشہ ہے۔

و ما یودی الی مخطور مخطور حدیث شریف میں ہے :-

اتقوا مواضع التہم، لہذا دربار کربلائے معلیٰ اب صرف کاغذ پر صحیح  
نقشہ لکھا ہوا محض بہ قصد تبرک بے آمیزش منہیات پاس رکھنے کی اجازت نہ  
دے سکتی ہے۔

و السلام علی من اتبع الهدی و اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

کتبہ

عبدالمذنب احمد رضا البریلوی

عفی عنہ بالنبی الامی ﷺ

## ☆ ☆ منقبت ☆ ☆

مرزا شکور بیگ صاحب

اند رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی  
عرصہ ہوا وہ مرد مجاہد چلا گیا  
ایمان پارہا ہے حلاوت کی نعمتیں  
سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ  
میں طرح تے علم کے دریا بہا دیئے  
مغموم اہل علم نہ ہوں کیوں تیرے لئے  
حاکم کی موت گتے ہیں عالم کی موت ہے  
عشق حبیب پاک میں ڈوب ہوا کلام  
تم کیا کہے کہ رائق محض چنی گئی  
بعد محال عشق نبی کم نہیں ہوا  
ہر دی دلوں میں الفت و عظمت رسول کی  
جو علم کا خزانہ کتابوں میں ہے تیری  
خدمت قرآن پاک کی وہ لاجواب کی  
لہ اپنے فیض سے اب کام لیجئے  
والہستگان کیوں ہوں پریشان ان پہ دب  
تم جان تھے چمن کی چمن وہ چمن کہاں  
مرزا سر نیاز جھکاتا ہے اس لئے

خورشید علم ان کا درخشاں ہے آن نبی  
سینوں میں ایک سوزش پنہاں ہے آن نبی  
اور کفر تیرے نام سے لرزاں ہے آن نبی  
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آن نبی  
علماء حق کی عقل تو حیراں ہے آن نبی  
جب علم خود ہی سر بھریاں ہے آن نبی  
عالم جہی تو سارا پریشاں ہے آن نبی  
سرمایہ نشاط سخن داں ہے آن نبی  
شعر و ادب کی زلف پریشاں ہے آن نبی  
روح رضا حضور پہ قباں ہے آن نبی  
جو مخزن طاقت ایماں ہے آن نبی  
ناموس اللہ کا وہ داں ہے آن نبی  
راشخو رشاہ ساماں ہے آن نبی  
فتنوں کے املا نہ داں ہے آن نبی  
الف و اسم کا آپ لے داں ہے آن نبی  
مال نام میں یوں تو نوال داں ہے آن نبی  
ظہر و لیل پہ آپ داں ہے آن نبی

اولیں خانہ حق کی تو ضیائیں دیکھیں  
آخریں بیت نبی کا بھی تجاہد دیکھو

زینت کعبہ میں تھا لاکھ عروسوں کا بناؤ  
جلوہ فرما یہاں کونین کا دولہا دیکھو

اسمن طور کا تھا رکن یمانی میں فروغ  
شعلہ طور یہاں انجمن آرا دیکھو

مہر مادر کا مزہ دیتی ہے آغوش حطیم  
جن پہ ماں باپ فدا یاں کرم ان کا دیکھو

عرض حاجت میں رہا کعبہ کفیل الحجاج  
آؤ اب داد رسی شر طیبہ دیکھو

دھو پکا ظلمتِ دل بوسہ سنگِ اسود  
خاک ہاں مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو

بے نیازی سے وہاں کانپتی پائی طاعت  
جوشِ رحمت پہ یہاں ناز گنہ کا دیکھو

ملتزم سے تو گلے لک کے نکالے ارماں  
ادب و شوق کا یاں باہم الجھنا دیکھو

غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا  
میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو